اسلوبیاتی تنقید اور صوتیاتی نظام
Stylistic criticism and phonological system

احتشام[i]

Abstract:

This article informs about the relationship between sounds and composition, the distinctions established by the phonetic system, and the linguistic beauty of different sounds with respect to stylistic criticism. Which sounds affect the harmony of the poem, as well as which sounds reinforce the sad tone, sadness, and melancholy. What are the sharp and shrill sounds, and what effect does the tone have on the melody of the poem? Which sounds translate into which tone? Which tone creates what condition that helps in creating atmosphere or harmony, and this atmosphere makes any semantic impression lighter, deeper or sharper.

Keywords: *Stylistic criticism, phonetic sounds, consonants, vowels, lateral, trill, nasal sound, frictive, stop consonants.*

یہ مقالہ اسلوبیاتی تنقید کے حوالے سے اصوات اور تخلیق کے ربط اور صوتیاتی نظام کے ذریعے قائم ہونے والے امتیازات اور مختلف اصوات کی لسانی حسن کاری سے آگاہی دیتا ہے۔ کون سی آوازیں نظم کے آہنگ کو متاثر کرتی ہے، نیز کون سی آوازیں غم انگیز لہجے اداسی اور حزن و ملال کو تقویت دیتی ہے۔ تیز اور جھنجناہٹ والی اصوات کون سے ہیں، اور صوتی آہنگ سے شعر کی نغمگی پر کیا اثر ہوتا ہے۔ کون سی آوازیں کس لہجے کی ترجمانی کرتی ہیں۔ کس آہنگ سے کون سی کیفیت پیدا ہوتی ہے، جس سے فضا سازی یا سماں بندی میں مدد ملتی ہے اور یہ فضا سازی کسی بھی معنیاتی تاثر کو ہلکا، گہرا یا تیکھا کرتی ہے۔

کلیدی الفاظ: اسلوبیاتی تنقید، اصوات، معکوسیت، ہکاریت، مصوتے، ارتعاشی، صفیری، بندشی، پہلوی، تھپک دار، انفی مصمتے۔

اسلوبیات، ادبی تنقید کو لسانی حسن کاری کے اسرار و رموز، الفاظ کے تخلیقی استعمال کے نازک فرق اور ہلکے گہرے لفظیاتی اور معنیاتی امتیازات سے آگاہ کرتی ہے۔ اصوات اور تخلیق کے ربط کی نشان دہی بھی اسلوبیاتی تنقید کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ جب تک کسی زبان کے صوتیاتی، صرفیاتی، لفظیاتی اور معنیاتی نظام کا جامع اور مبسوط مطالعہ نہ کیا جائے، اس کی فنی تشکیلات اور اسلوبیاتی باریکیوں اور گہرائیوں کو سمجھنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اسلوبیاتی تجزیے میں اُن لسانی اختصاصات کا مطالعہ کیا جاتا ہے، جن کی وجہ سے کسی تخلیقی فن پارے، شعری مجموعے، مصنف، شاعر، ہیئت، صنف یا عہد کی شناخت ممکن ہو سکے، یہ اختصاصات کئی نوعیت کے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً:

(ا) صوتیاتی (آوازوں کے نظام سے جو امتیاز قائم ہوتے ہیں، ردیف قوافی کی خصوصیات، یا معکوسیت، ہکاریت کے امتیازات یا مصمتوں اور مصوتوں کا تناسب وغیرہ)۔

[i] سکالر پی ایچ۔ڈی، شعبہ اردو، اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور (Corresponding Author)

(۲) لفظیاتی (خاص نوع کے الفاظ کا اضافی تواتر اسماء اسمائے صفت، افعال وغیرہ کا تواتر اور تناسب، تراکیب وغیرہ)

(۳) نحویاتی (کلمے کی اقسام میں سے کسی کا خصوصی استعمال، کلمے میں لفظوں کا دروبست وغیرہ)

(۴) بدیعی-بدیع و بیان کی امتیازی شکلیں (تشبیہ، استعارہ، کنایہ تمثین علامت، امیجری وغیرہ)

(۵) عروضی امتیازات (اوزان، بحروں، زحافات وغیرہ کا خصوصی استعمال اور امتیازات)[۱]

صوت کے ضمن میں یہ بدیہی بات ہے کہ صوت کے معنی نہیں ہوتے۔ معنی کا عمل اس سے اوپری سطح یعنی صرفیاتی سطح سے شروع ہو جاتا ہے اور کلمے کی نحوی سطح سے گزر کر فن پارے کی معنیاتی اکائی کے درجے تک پہنچ کر مکمل ہوتا ہے۔ صوت کی سطح خالص آہنگ کی سطح ہے۔ لیکن اگر اس سے یہ فرض کر لیا جائے کہ آہنگ سے مراد معنی کی کلی نفی ہے تو یہ بھی غلط ہوگا، کیونکہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آہنگ سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے فضا سازی یا سماں بندی میں مدد ملتی ہے اور یہ فضا سازی کسی بھی معنیاتی تاثر کو ہلکا، گہرا یا تیکھا کر سکتی ہے۔ صوتیاتی اصطلاحات کے متعلق یہ عرض کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے، کہ جو آواز حلق سے پیدا ہوگی اسے مصوتہ (Vowel) کہتے ہیں اور جب ہوا صرف ناک سے خارج ہو کر صوت پیدا کرے تو وہ انفی آواز کہلائے گی، بعینہٖ سانس کے تنگ راستے سے پیدا ہونے والی آوازیں صفیری کہلاتی ہیں۔ لیکن اگر مصوتہ کے برعکس حلق سے ہوا کے اخراج میں کسی طرح کی رکاوٹ ہو تو اسے مصمتہ کہا جاتا ہے۔ جب کسی مصمتے کی ادائیگی میں پھیپھڑوں پر ضرورت سے زیادہ زور پڑے تو اسے ہکاری کہتے ہیں۔ اُردو میں چشمالہ (ھ) والے تمام الفاظ ہکاری ہیں، جب کہ ٹ، ڈ، ڑ کوزی آوازیں ہیں، 'ل' پہلوئی مصمتہ اور 'ر' ارتعاشی مصمتہ ہے۔[۲]

۱۔ بندشی مصمتے: ک / ب / ت / ج / گ / چ / پ / د / ط / ق

مصوتوں کے برخلاف مصمتے مُنھ میں مختلف مخارج پر ہوا کو مکمل یا جزوی طور پر روکنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ بندشی مصمتے (Stop Consonants) جو مُنھ میں ہوا کی گزرگاہ کو مکمل طور پر بند کر دینے سے پیدا ہوتے ہیں، بندش، رکاوٹ، جمود تعطل، انقطاع اور کسی حرکت کے اچانک بند ہو جانے یا روانی کے ختم ہو جانے یا تسلسل کے منقطع ہو جانے کے مفہوم کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اردو کے بندشی مصمتوں وغیرہ کی صوتی رمزیت چُپ، رُک، بُت، سنگ، تنگ، بند وغیرہ الفاظ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جہاں اصوات مفہوم کی ترجمانی

میں مد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔[۳]

۲۔ صفیری مصمتے: ہ/ س/ ش/ ز/ ف/ غ/ ع/ خ/ ح/ ص/ ض/ ذ/ ظ

بند شی آوازیں ہوا کی بند ش سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے مقابلے پر صفیری اور مسلسل آوازوں میں فراوانی اور بے کرانی کا تاثر پیدا کرنے کی کہیں زیادہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔ یہاں اس امر کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ اردو مصمتوں میں بند شی آوازوں کی تعداد نصف سے بھی زیادہ ہے۔ ان میں سے آدھے مصمتے سادہ ہیں اور آدھے ہکار، سادہ آوازیں اکثر زبانوں میں ملتی ہیں اور بڑی حد تک مشترک ہیں. لیکن اردو کا امتیاز ہکار اور معکوسی آوازوں سے پیدا ہوتا ہے۔[۴]

صفیری مصمتے (Fricative) وہ مصمتے ہیں جن میں (مثلاً زبان یا ہونٹ) ہوا کا گزرتے ہوئے تنگ گزرگاہ میں رگڑ کھاتی ہے۔ صفیری حروف نظم کو نرم کیفیت بخش سکتا ہے۔ صفیری آوازیں اعضائے تکلم کے درمیان کے تنگ راستے سے ہوا کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہے جو سکوت و سکون، خاموشی، سرگوشی، پراسراریت اور سناٹے کے تاثر سے پیدا ہوئی ہیں۔ قدرتی مظاہر و مناظر کے بیان میں بھی ان اصوات سے بہت تندرستی پیدا ہوتی ہے۔ ذیل کے الفاظ سے صفیری آوازوں کی صوتی رمزیت کا بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مثلاً، سکون، ساکن، ساکت، سنسان، سناٹا، خاموش، خاموشی، شام، شب، صحرا، دشت، صبا، سبزہ شفق نسیم شبنم، اوس وغیرہ۔ ان الفاظ میں صفیری آوازوں بالخصوص /س/ اور /ش/ کا امتزاج و آہنگ اور تانا بانا امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ ان الفاظ کے معنی و مفہوم کے ساتھ صفیری آوازوں کی صوتی مطابقت بہت واضح ہے۔

۳۔ انفی مصمتے: ن/ ں/ م

حزنیہ اور غم انگیز لہجے کی تعمیر میں انفی آوازوں (Nasal Sounds) کی ترتیب و تنظیم، کثرت وقوع اور تکرار کو ایک خاص دخل ہے۔[۵] جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ صوتی رمزیت کی سب سے اہم وجہ عضویاتی ہے، کیوں کہ زبان کی مختلف اصوات اعضائے تنظیم کی مدد سے ہی مختلف مخارج سے ادا کی جاتی ہیں۔ اپنے مخارج اور طرز ادائیگی کی نوعیت اور خصوصیت کے سبب یہ آوازیں مخصوص معنی و مفہوم کی حامل بن جاتی ہیں۔ انفی آوازیں /م/ اور /ن/ ناک کے راستے سے ہوا کے اخراج سے پیدا ہوتی ہیں۔ چوں کہ مُنھ کے مقابلے میں ناک کا راستہ زیادہ پتلا، لمبا اور ڈھکا ہوا ہے۔ اس لیے ناک کے راستے سے ہو کر گزرنے

والی آوازوں میں ترنم، گونج، گنگناہٹ اور جھنکار پیدا ہو جانا لازمی امر ہے، اس لیے انھیں غنائی آوازیں بھی کہتے ہیں۔ ان آوازوں سے غم واندوہ کی ترجمانی اور حزن و یاس کی کیفیات کے اظہار میں بھی مدد ملتی ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ نغمہ جتنا زیادہ پر سوز اور غم ناک ہوگا، ان آوازوں کا استعمال اس کثرت سے ہوگا۔ ان آوازوں کو اپنے مفہوم کی ترجمانی میں انفیائے گئے (Nasalized) مصوتوں سے بہت مدد ملتی ہے۔ اردو مصوتوں کی یہ خصوصیت ہے کہ ان میں غنائیت (Nasalization) پیدا کی جا سکتی ہے، مثلاً: ہے سے ہیں، تھی سے تھیں، آئی سے آئیں، وغیرہ۔ انفی مصمتے اور غنائیت رکھنے والے مصوتے جب ساتھ مل کر آتے ہیں تو ان کیفیات کے اظہار میں شدت اور زور پیدا کر دیتے ہیں۔ ان کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ کوئی مقامِ تلفظ مکمل بند ہونے کے بعد ناک سے گونج پیدا ہوتی ہے، جسے الفاظ میں ایک مخصوص سکوت اور گہرائی حاصل ہوتی ہے۔ کلاسیکی اردو اصطلاح میں لفظ "گنگنانی" سے ایسے آثار مراد لیتے ہیں جو ناک سے نکلنے والی جھنجناہٹ (یعنی غنہ) کی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ اردو قرات میں نُون غُنّہ (ں) اس وصف کی اہم مثال ہے جس سے آواز میں ایک گنگناتی ہوئی آہنگ آ جاتا ہے۔ کسی نظم میں اگر نغمگی، ترنم اور موسیقیت پائی جاتی ہے تو یقیناً اس نظم میں انفی مصمتوں یا انفیائے مصوتوں کا استعمال زیادہ ہوگا۔ انفی مصمتے مثلاً /م/ اور /ن/ موسیقیت کی جان ہوتے ہیں اور ان آوازوں میں بھی مصوتوں کی سی غنائی خصوصیات ہوتی ہیں۔ ان کے صوتی آہنگ سے شعر کی نغمگی کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔

۴۔ ارتعاشی مصمتہ: ر

ارتعاشی مصمتہ (ٹرِل): اس اندازِ ادائیگی میں زبان کی نوک متواتر مسوڑھوں سے ٹکراتی ہے اور کپکپاتی ہے، جس سے ایک ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ اردو میں اس کی نمایاں مثال حرفِ "ر" ہے۔ یعنی جب ہم "ر" ادا کرتے ہیں تو زبان کی نوک مسوڑھوں کو چھو کر تیز رفتاری پیدا کرتی ہے، اس لیے "ر" کی آواز جھنجناہٹ لیے ہوتی ہے۔ اکثر نظموں میں "ر" کی تکرار سے ایک مخصوص تیز اور جھنجھناہٹ والی صوت پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ پہلوئی مصمتہ: ل

پہلوئی/کناری دار مصمتے (لیٹرَل) ایسے مصمتے ہیں جن میں زبان کا درمیانی حصہ مُنھ کے وسط میں

ہوا کا بہاؤ روکتا ہے، اور ہوا زبان کے ایک یا دونوں اطراف سے باہر نکلتی ہے۔ انھیں کناری دار بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ زبان کے کناروں سے آواز گزرتی ہے۔ اردو کی مشہور مثال حرفِ "ل" ہے، جہاں آواز زبان کے اطراف سے خارج ہوتی ہے۔ پہلوئی حروف نظم میں نرمی اور ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں۔ طویل مصوتوں کی صوتی رمزیت کو پہلوئی (Lateral) آواز /ل/ اور ارتعاشی (Trill) آواز /ر/ سے کافی تقویت ملتی ہے۔ ل/ اور /ر/ کی صوتی رمزیت کا اندازہ ذیل کے الفاظ سے یہ خوبی لگایا جاسکتا ہے جن کا مجموعی صوتی تاثر حرکت، ارتعاش اور لرزش سے عبارت ہے۔ پرانا، پہلا، ہلانا، چلکنا، کھلا لینا، پلٹنا، جھولنا، جھلانا، چھلنا، چھلکنا، ، لہرانا، اچھالنا، پھسلنا، پھیلنا، پھیلانا، مرنا، زلزلہ، متزلزل وغیرہ۔ صوتی سطح پر ان الفاظ میں /ل/ کی آواز پائی جاتی ہے اور معنیاتی سطح پر یہ تمام الفاظ حرکت (Movement) کے مفہوم کی ترجمانی کرتے ہیں۔

۶۔ ہکار یا معکوس: ھ

اگر کسی شاعر کے کلام میں اداسی اور حزن وملال کا عنصر زیادہ ہے تو اس کے یہاں طویل مصوتوں کے علاوہ /ہ/ اور ہکار آوازیں / پھ، بھ، تھ، دھ، چھ، جھ وغیرہ زیادہ ملیں گی۔ اس ضمن میں میر اور فانی کے کلام سے مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں، جہاں ان آوازوں کا استعمال بکثرت ہوا ہے۔ بیگ بھ، تھ، دھ، چھ، کھ، چھ / وغیرہ المیہ جذبات کی ترجمانی میں وہی رول ادا کرتی ہیں جو طویل مصوتے کرتے ہیں۔ طویل مصوتوں سے مل کر یہ آوازیں بھی المیہ جذبات کی شدت کو تیز کر دیتی ہیں۔

۷۔ تھپکے دار یا کوز آوازیں: ٹ / ڈ / ڑ

مرزا احمد خلیل بیگ نے کوز آوازوں کو ہندی نژاد آوازیں کہا ہے۔ لکھتے ہیں:

> دکنی ادب کی ایک اہم خصوصیت اس کی ہندی آمیز زبان ہے جس کا سلسلہ ہندی کی شعری روایت اور ہندو مذہبی تصورات سے بھی جاملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دکنی ادب کے صوتی آہنگ میں ہندی نژاد کوز اور ہکار آوازیں بہت اچھی طرح کھپ سکتی ہیں۔ اس کے برعکس اردو کی ایرانی شعری روایت میں کوز آوازیں پیوست نہیں ہو سکی ہیں۔ غالب اور اقبال اردو کے دو ایسے شاعر گذرے ہیں جن کی شاعری کا صوتی آہنگ کوز آوازوں کے تانے بانے سے یکسر خالی ہے۔[۵]

اس حوالے سے مرزا احمد خلیل بیگ نے دکنی ادب کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ، دکنی ادب

ہندی شعری روایت اور ہند و فلسفے سے بھی مملو ہے، لہٰذا اس روایت کی صوتی عکاسی اور اس فلسفے کی صوتی ترجمانی کو زاور ہکار آوازوں کے استعمال کے بغیر ممکن نہ تھی۔

۸۔ مصوتے: ا/ و/ ی/ ے/ آ

اردو کی مختلف آوازیں مختلف رول ادا کرتی ہیں اور ان سے مختلف کیفیات اور احساسات کا اندازہ ہوتا ہے۔ اردو کے مصوتوں ہی کو لیجئے، جو اپنے اندر بے حد موسیقیت رکھتے ہیں۔ موسیقی کا سارا دارومدار انھی آوازوں کے استعمال پر ہے۔ اگر انھیں موسیقی کی جان کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ مصوتوں میں بھی طویل مصوتوں اور مختصر مصوتوں کی جداگانہ خصوصیات ہیں۔ طویل مصوتے مثلاً، درد و کرب، آہ و بکا اور یاس والم کے جذبات اور حزنیہ کیفیات کی بہ خوبی ترجمانی کرتے ہیں، اس کے برعکس مختصر مصوتے زندگی اور زندہ دلی کی علامت ہیں۔ ان کے استعمال سے لہجے کی توانائی، پھرتی اور سرعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ عاشقانہ، شوخ، طربیہ اور کیف و مستی میں ڈوبے ہوئے اشعار مختصر مصوتوں کی بہتات سے بچ نہیں سکتے۔ طویل مصوتے حزنیہ جذبات کے اظہار اور غم کی کیفیات کی ترجمانی کے علاوہ تسلسل حرکت اور روانی کے مفہوم کی ادائیگی میں بھی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس کی عضویاتی وجہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے یہ ہے کہ یہ مصوتے مُنھ سے ہوا کے مسلسل اخراج سے پیدا ہوتے ہیں، ان کی ادائیگی کے وقت ہوا کی گزرگاہ میں کسی قسم کی رکاوٹ یا مزاحمت پیدا نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ تسلسل، حرکت اور روانی کا تاثر پیدا کرتے ہیں اور اس قسم کے مفہوم کے ساتھ فطری مطابقت رکھتے ہیں۔ ان کے کثرت استعمال سے کسی چیز کے متحرک، رواں دواں اور جاری و ساری رہنے کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔

حوالہ جات

۱. ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ادبی تنقید اور اسلوبیات (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء)، ۱۷، ۱۲۵۔
۲. ڈاکٹر محسن عباس، وزیر آغا کی نظم نگاری (فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۰۴ء)، ۲۹۲۔
۳. ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ، اسلوبیاتی تنقید (لاہور: بھٹی سنز پبلشرز، سن ندارد)، ۴۳۸، ۳۶۳۔
۴. ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ادبی تنقید اور اسلوبیات، ۱۳۹۔
۵. ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ، اسلوبیاتی تنقید، ۴۲۲، ۳۵۸، ۴۴۰، ۴۵۱، ۳۶۱۔